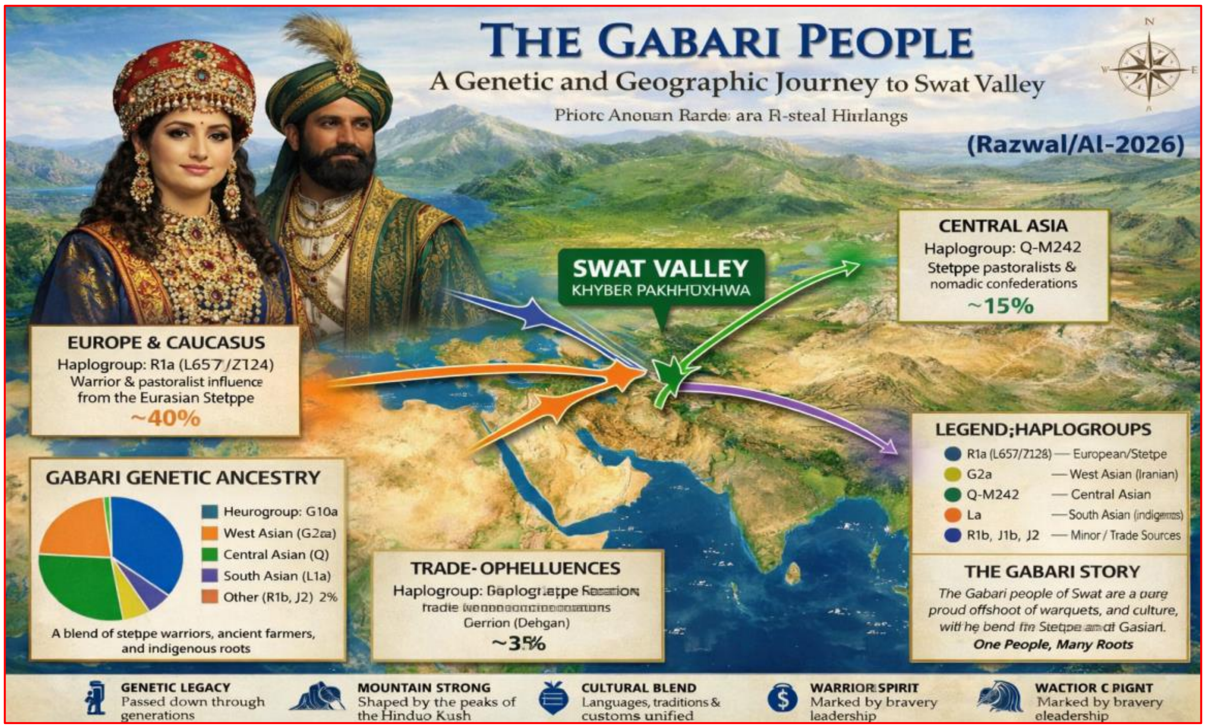
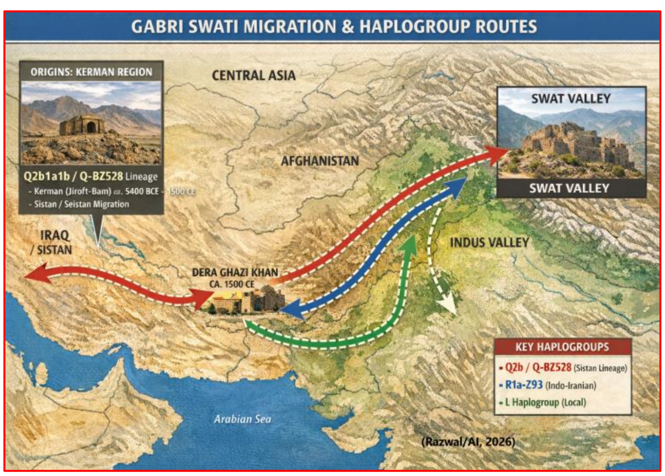
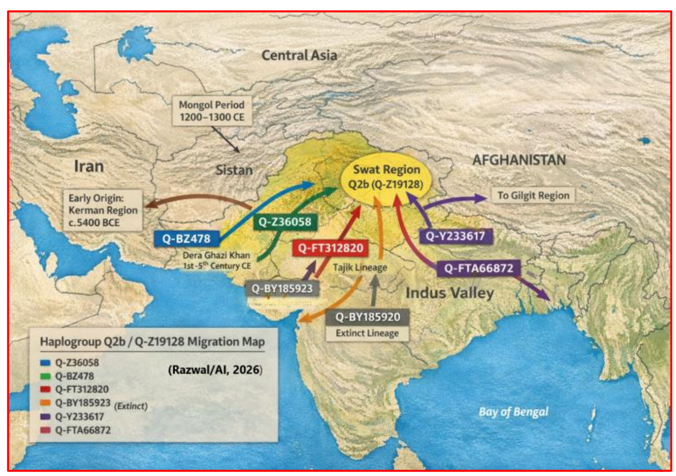
شمالی پاکستان: گبری سواتی لوگوں کی مختصر تاریخ اور جینیاتی پس منظر -(15)-

(تحقیق وتحریر: رازول کوہستانی)







سوات کی تاریخ میں "گبری سواتی" اور "یوسفزئی"دو ایسے بڑے پختون گروہ ہیں جن کا ذکر کیے بغیر اس خطے کی تاریخ مکمل نہیں ہوتی۔ قدرتی وسائل اور تخت کے لیے ان کی باہمی جنگوں نے ان کی لِسانی، سماجی، ثقافتی، معاشی اور مذہبی پہلوؤں پر گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ حکمرانی کے اعتبار سے گبری سواتی اپنے حریف یوسفزئیوں سے آگے ہیں، کیوں کہ گبری لوگوں نے ایک عرصہ تک زابلستان، افغانستان، سوات، پکھل اور کشمیر میں حکومتیں قائم کیں۔

سوات، دیر اور اس کے اطراف کے علاقے صدیوں سے متنوع نسلی اور لسانی گروہوں کا مسکن رہے ہیں۔ اس خطے میں بنیادی طور پر چار بڑے گروہ سامنے آتے ہیں:

داردی گروہ: اس خطے کا قدیم ترین گروہ جو 1500 یا 2000 قبل مسیح سے یہاں آباد ہے اور جس کے موجودہ نمائندے توروالی اور گاؤری قبائل ہیں۔ گبری سواتی اور یوسفزئیوں کی آمد سے پہلے اس خطے کے حکمران یہی داردی لوگ تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں، جن کے آباؤ اجداد نے قبل مسیح کے زمانے میں اسکندر اعظم کی افواج کا مقابلہ کیا تھا۔

گجر: گجر کم از کم **8ویں صدی عیسوی** سے اس خطے میں آباد ہیں۔ ان کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یوسفزئیوں کی **ریاست سوات** کی بنیاد رکھنے والے **سیدو بابا** اور ان کے خاندان کا **تعلق** اسی گجر قبیلے سے تھا۔ سیدو بابا 1857 سے 1878 تک ریاست سوات کے حکمران رہے۔ برصغیر کے مختلف علاقوں میں گجروں کی شاندار حکومتیں رہی ہیں؛

گبری سواتی: اس خطے کا تیسرا اور اہم جنگجو گروہ جو صدیوں تک اس خطے کا حکمران رہا۔ آج کل گبری سواتی زیادہ تر بالائی ہزارہ میں آباد ہیں؛

یوسفزئی: پختونوں کا ایک اہم اور مشہور جنگجو گروہ جس نے خیبر پختونخواہ اور سوات میں مثالی حکومت کی۔

سیاسی پہلو

گبری سواتی لوگ ماضی اور حال میں مقامی، صوبائی اور مرکزی سطح پر اہم سیاسی اور سماجی مرتبے کے مالک ہیں۔ ان کے بڑے سردار، خوانین اور سیاسی و سماجی راہنماؤں کا حکومتیں بنانے اور گرانے میں ایک اہم کردار رہا ہے۔ اپنی قوم یا گروہ کی سرخروئی کے لیے انہوں نے کئی جنگیں لڑیں، کئی علاقے فتح کیے اور کئی علاقوں میں حکومتیں کیں۔ ان کے کئی مشہور شخصیات صوبائی، قومی اسمبلی اور سینٹ کے ممبران رہے ہیں جنھوں نے ملکی سیاست میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

مزاحمتی پہلو

سیاسی اور مذہبی سطح پر ان لوگوں نے ماضی بعید اور ماضی قریب میں سیاسی سطح پر مُغلوں، انگریزوں، ڈوگروں، سکھوں، تُرکوں اور کئی دوسرے حملہ آوروں کے خلاف سخت مزاحمتی کردار ادا کیا ہے۔ مذہبی سطح پر انھوں نے کئی مذہبی تحریکوں اور مُبلغین کی مضبوط حمایت کی اور ان کا ساتھ دیا ہے، جیسے شاہ اسماعیل شہید کی تحریک میں شمولیت[[1]] اور فتنہ قادیانیت کے خاتمے کے لیے عملی شمولیت۔

سماجی پہلو

یہ لوگ سماجی سطح پر بھی ہمیشہ متحرک رہے ہیں۔ قبیلائی گروہواری حلقوں کی حمایت، باہمی صلح صفائی، امن اور بھائی چارے کو فروغ دیا ہے۔ گبری سواتیوں کے سماجی پہلو کو سمجھنے کے لیے گڑھی حبیب اللہ، وادئ اگرور، شِنکیاری، بھیرکنڈ، بفہ، آہل، ٹکری، بٹگرام، تھاکوٹ اور آلائی کے گبری جہانگیری، متراوی اور ممیالی قبیلوں کے باہمی سلوک بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ گو کہ کئی علاقوں میں ان کے چھوٹے بڑے علاقائی تنازعات رہے ہیں لیکن مجموعی طور پر انھوں نے اپنی قومی شناخت کو متحد رکھنے کی کوشش کی ہے۔ ان میں غیرت اور شجاعت کی بہترین مثالیں پائی جاتی ہیں۔

[1] مولانا سیّد رفیع اللہ شاہ، معرکہ وادی کونش، اداراۃ الصدیق، کراچی۔

علمی پہلو

ان لوگوں میں بڑے جید علماء، مُفسرین، محققِین، مصنفِین، ادباء اور شعرا گزرے (اور موجود) ہیں، جنھوں نے مقامی اور ملکی سطح پر نام پیدا کیا ہے۔ ان میں بے شمار PhDسکالرز، ڈاکٹرز، جرنیل، بیوروکریٹس تھے اور ہیں، جنھوں نے ملکی سطح پر گران قدر خدمات سرانجام دی ہیں اور دے رہے ہیں۔

لسانی پہلو

گبری سواتیوں کا سوات میں آنے سے قبل اس جغرافیہ میں داردی اور نورستانی زبانیں بولی جاتی تھیں۔ آج کے دور میں گبری سواتی لوگوں کے ہاں شاید چار زبانیں رائج ہیں۔ ایک ہندکو جو ایبٹ آباد اور مانسہرہ میں رائج ہے؛ دوسری پشتو جو نصف اگرور وادی اور بٹگرام کے اضلاع میں رائج ہے، تیسری "گباریؑ" (یہ گبری کا شِینا تلفظ ہے) جس کے دوہزار سے کم بولنے والے کولئی اور جلکوٹ میں اب بھی پائے جاتے ہیں لیکن کوہستان اور گلگت میں اکثر گبریوں نے شِینا زبان اپنا لی ہے۔ کوہستانی شینا زبان میں اُنھیں گباره یا گباروْ کہا جاتا ہے۔ جو گباره (شِینا میں گبری کی جمع) گلگت بلتستان میں پائے جاتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ ان کا نسبی تعلق الائی کے خان ارسلا خان کی شاخ سے ہے[2] اور چوتھی کشمیری زبان جو گبری شامیر سلطان کے ساتھ کشمیر گئے اور پھر کئی نسلوں کے بعد جب گبری سلطنت زوال سے دوچار ہوئی تو گبری سواتی کشمیریوں میں گھل مل گئے۔

مشہور یورپی مورخ ایچ ڈبلیو بیلو کے مطابق، گبریوں کی زبان گبری قدیم فارسی بولی کی ایک شکل تھی اور وہ غالباً پارتھی دور میں ان علاقوں میں آئے[3]۔

ہندوستان کے پہلے مغل بادشاہ بابر نے "بابر نامہ" میں کابل میں بعض قبائل اور وہاں بولی جانے والی زبانوں کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ:۔"کابل میں گیاره یا باره زبانیں بولی جاتی ہیں جن میں عربی، فارسی، ترکی، مغولی، ہندی، افغانی، پشائی، پاراچی، گبری، برکی اور لمغانی شامل ہیں"[4]۔بابر نامہ سے دو باتوں کا انکشاف ہوتا ہے ایک تو گبری قوم کا اور دوسری ان کی زبان "گبری" کا۔ موجوده دور میں یا پھر گبری سلاطین کے دور میں کیا "گبری" زبان ہی ان میں رائج تھی یا کوئی اور زبان۔

پروفیسر محمد اختر کا کہنا ہے کہ گبری سواتیوں کی اصل زبان جو "گبری" یا "دری" تھی، 1520 یا 1525 عیسوی تک سوات میں رائج رہی ہے[5]، یعنی یوسفزئی پختونوں کے میدانی سوات پر قبضے کے زمانے تک[6]۔

بعض محققین کہتے ہیں کہ گبری سواتی لوگوں کی اصل زبان قدیم افغانی پشتو تھی[7]۔ جس گبری یا گباریؑ (معنی گبری لوگوں کی زبان) زبان کا میں نے ذکر کیا ہے وہ ہندآریائی ذیلی لسانی گروه داردی کی ایک ذیلی شاخ کی زبان ہے، جو قدیم زمانے میں سوات اور انڈس کوہستان میں رائج رہی ہے اور اب بالکل معدوم ہونے کے قریب ہے۔

کئی لوگ اس زبان کے داردی تعلق کی وجہ سے گبری سواتی لوگوں کو " داردی" نسلی گروه میں شمار کرتے ہیں جو شاید درست نہ ہو۔ نسلی گروه دوسری زبانیں بھی اپنا لیتے ہیں لیکن ان کا نسلی گروہی تعلق نہیں بدلتا جیسے بالائی ہزاره کے گبری سواتی لوگ جنھوں نے ہندکو زبان اپنا لی ہے۔ بعید نہیں کہ یہی "گباریؑ" زبان قدیم گبری سواتی لوگوں کی زبان رہی ہو، جو اسی خطے کی ایک معدوم ہونے والی زبان ہے۔

انڈس کوہستان اور گلگت بلتستان میں آباد گباره (شینا زبان میں گبری کی جمع) یہ لوگ خود کو "شین قوم" سے وابستہ قرار دیتے ہیں جو درست نہیں، البتہ کوہستان میں نظام ویش کی گروه بندی میں وه کہیں شین کھوک منک گروه میں ضم ہیں، کہیں شین دڑمہ گروه میں، لیکن ان کا اصل تعلق "گبری" لوگوں سے ہے شین قوم سے نہیں۔

---

2 رازول کوہستانی 1998۔ انڈس کوہستان: شین، یشکن و کمین قبائل اور ان کا نظام معاشرت۔
3 Bellew, 1891, p. 110
4 بابر، بابر نامہ، ترجمہ بیورج، صفحہ 207
5 پروفیسر محمد اختر، 2002ء۔ تاجک سواتی و مملکت گبر، ص: 349۔ ایس ایم پرنٹرز، کراچی۔
6 اولف کیرو، پٹھان، ص: 99۔
7 فضل محمود خان سواتی، "سواتی پختون"، ص: 23۔ ڈیجیٹل ایڈیشن، خواجگان مانسہره۔

گبری سواتی لوگوں کا پس منظر

گبریوں کی نسل کے بارے میں مورخین میں دو بڑے نظریات پائے جاتے ہیں۔ پہلا نظریہ انہیں **تاجک نسل** سے جوڑتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق، یہ لوگ قدیم ایران کے زرتشتی (آتش پرست) تھے اور فارسی زبان میں "گبر" کا لفظ اسی نسبت سے ان پر لگایا گیا[8]۔ دوسرا نظریہ انہیں **پشتون قبیلہ** قرار دیتا ہے، خاص طور پر بیٹانی یا غلزئی شاخ سے تعلق رکھنے والے[9]۔

بعض محققین کا کہنا ہے کہ گبری سواتی ذوالقرنین کورش اعظم کی نسل سے ہیں۔ اس حوالے سے سیستان کے 9ویں حکمران رتبِیل کا نام بھی گبری بتایا جاتا ہے[10]۔

گبری کی اصطلاح

"گبری" اصل میں عربی لفظ "کافر" کی فارسی شکل ہے اور اسے زرتشتیوں (آتش پرستوں) کے لیے استعمال کیا جاتا تھا[11]۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گبری لوگوں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے زرتشتی مذہب اپنایا ہوا تھا۔ بعد میں جب انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو یہ نام بطور قبیلہ ان کے ساتھ مخصوص ہو گیا[12]۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ 622 عیسوی سے 719 عیسوی تک زابلستان اور سیستان کے حکمران رہے ہیں۔ اس دور میں ان کا لقب "رتبِیل" مشہور تھا[13]۔

قیس عبدالرشید

دوسرے پٹھانوں کی طرح گبری سواتی لوگ بھی قیس عبدالرشید کو اپنا جد اعلی تسلیم کرتے ہیں[14]۔ یہ بھی عام لکھا جاتا ہے کہ: "قوم سواتی حضرت یعقوبؑ کے فرزند بن یامین سے ہیں"[15]۔ لیکن جینیاتی بنیادوں پر قیس عبدالرشید کی کہانی ثابت نہیں ہوتی۔ یہ ایک گھڑی ہوئی کہانی ہے جس کا سلسلہ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں سے ایک قبیلے سے ملایا جاتا ہے۔

پروفیسر محمد اختر[16]۔ نے اپنی کتاب "ساجک سواتی مملکت گبر" قیس عبدالرشید کے حوالے سے لکھا ہے کہ:
"اگر اس قیاس کو تسلیم کیا جائے کہ "گبر" رتبیل نہم جو رتبیل ہشتم کا بیٹا ہو گا اور 252 ہجری میں یعقوب لیث کے ہاتھوں شکست کھا کر قید ہوا، یہ شخص ممکنہ طور پر قیس عبدالرشید کی چوتھی پشت میں ہو گا اور قیس عبدالرشید دوسری صدی ہجری کا بزرگ ہو گا جبکہ افغانوں کی تاریخ میں اسے فتح مکّہ کی جنگ میں شامل اور اور حضورﷺ کے صحابہ میں شمار کیا گیا ہے، جس کا تاریخ اسلام سے کوئی واضح ثبوت نہیں ملتا۔ اس قیاس کے مطابق قیس عبدالرشید افغان (بنی اسرائیل) کے بجائے "گبری" ثابت ہو گا کیونکہ "رتبیلان" گبری (زروشتی) ایرانی الاصل ہیں اور وہ بنی اسرائیل نہیں"۔

اس سلسلے میں محقق پروفیسر جمیل یوسفزئی کا کہنا ہے کہ: "بنی اسرائیلیت کا نظریہ بہت پرانی روایت چلا آ رہا ہے جسے آج کل کے محققین رد کر چکے ہیں[17]۔

اس کے برعکس گبری سواتی لوگوں کی جینیاتی ساخت بالائی دعویٰ کی توثیق یا حمایت نہیں کرتی کیوں کہ گبری سواتی لوگوں کا جینیاتی ڈھانچہ ایسا ہے:

← اسٹیپ/ ہند-ایرانی، R1a, Q2b، 35%سے50% فیصد
← ایرانی/ سنگی دور، J2, G2a، 25%سے40% فیصد
← مقامی جنوبی ایشیائی، L1a, H1، 20%سے30% فیصد

---

[8] Bellew, 1891, *An Inquiry Into the Ethnography of Afghanistan*. P-108. The Oriental University Institute, Woking
[9] Caroe, 1958, p. 124
[10] الحاج جہانزیب خان سواتی گبری، 2018، قوم سواتی کی خیلیں، ص: 69۔ مکتبہ جمال، لاہور۔
[11] Bellew, H. W. (1891). *An Inquiry into the Ethnography of Afghanistan*. P-108. The Oriental University Institute.
[12] Caroe, O. (1958). The Pathans: 550 B.C. - A.D. 1957. P-126. London: Macmillan & Co.
[13] الحاج جہانزیب خان سواتی گبری، 2018، قوم سواتی کی خیلیں، ص: 59۔ مکتبہ جمال، لاہور۔
[14] فضل محمود خان،2000۔ سواتی (پختون)، ص: 15۔ آصف اکاس انٹرپرائزز پریس۔
[15] فضل محمود خان،2000۔ سواتی (پختون)، ص: 15۔ آصف اکاس انٹرپرائزز پریس۔
[16] پروفیسر محمد اختر، تاجک سواتی و مملکت گبر، ص: 326۔ایس ایم پرنٹر، کراچی۔
[17] پروفیسر جمیل یوسفزئی، 2021ء۔ مملکت یوسفزئی کے قبائل، ص: 81۔ مکتبہ جمال، لاہور۔

← جزوی مغربی یوریشیائی، R1b، 2%سے6% فیصد
یہ بات بھی یاد رہنا ضروری ہے کہ بنی اسرائیل اور سامی نسل میں ”گبری قوم“ کا مخصوص ہیپلو گروپس ”Q“ ناپید ہے۔

زابلستان
زابلتستان ایک تاریخی علاقہ ہے جو بنیادی طور پر موجودہ جنوبی افغانستان میں واقع تھا۔ زابلتستان کا علاقہ موجودہ افغان صوبوں زابل، غزنی، قندھار، ہلمند اور نمروزکے بڑے حصوں پر پھیلا ہوا تھا۔ اس کے کچھ حصے موجودہ ایرانی صوبے سیستان و بلوچستان تک پھیلے ہوئے تھے۔ تاریخی طور پر یہ علاقہ ابتدائی اسلامی دور میں خلافت راشدہ اور خلافت امویہ کی مشرقی توسیع کے خلاف مزاحمت کا ایک اہم مرکز رہا تھا۔ یہاں زُنبیل نامی ایک مقامی بدھ خاندان کی حکومت تھی۔ عرب متون میں انہیں "رتبیل ” کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، جو ایک ترک خطاب تھا۔ دسویں صدی عیسوی کے بعد یہ علاقہ غزنویوں کے دور میں فتح ہوا اور یہاں اسلام پھیلا[18]۔

رتبیل کون تھا؟
گبری سواتی لوگ تاریخی طور پر اپنا تعلق زابلستان کے رتبیل حکمرانوں سے جوڑتے ہیں۔ رتبیل (Rutbil) ایک خطاب اور حکمران خاندان کا نام تھا، نہ کہ کوئی مخصوص شخصیت۔ اصل میں یہ زابلستان کے زنبیل (Zunbil) حکمرانوں کے لیے عربی مصادر میں استعمال ہونے والی ایک اصطلاح ہے[19]۔

اصل نام: یہ لفظ التابر (Iltäbär) سے ماخوذ ہے، جو ایک ترکی خطاب تھا جس کا مطلب "کمانڈر" ہوتا ہے[20]۔

تعلق: کابل کے ترک شاہی (Turk Shahi) خاندان کے افراد تھے۔ روایات کے مطابق، رتبیل کابل کے بادشاہ کا بڑا بھائی تھا[21]۔

دور حکومت: 680ء سے 870ء کے قریب[22]۔

علاقہ: زابلستان(Zabulistan) ، جس میں آج کے جنوبی افغانستان کے علاقے (غزنی، قندھار، ہلمند) شامل تھے[23]۔

مذہب: سورج دیوتا "زون (Zun) ”کے پیروکار تھے، جسے ہندو اور زرتشتی اثرات کا مرکب سمجھا جاتا ہے[24]۔

خاتمہ: 870ء میں صفاری حکمران یعقوب بن اللیث نے انہیں شکست دے کر زابلستان فتح کر لیا[25]۔

عربوں کے خلاف مزاحمت
رتبیل (زنبیل) ابتدائی اسلامی فتوحات کے دوران خلافت امویہ کے خلاف سخت ترین مزاحمت کرنے والی قوتوں میں سے تھے[26]۔
انہوں نے کئی بار عرب افواج کو شکست دی:
← 698ء میں "بربادی کی فوج (Army of Destruction) "کو عبرتناک شکست دی[27]۔
← اپنے رشتہ داروں (کابل کے ترک شاہی) کے ساتھ مل کر مشترکہ طور پر عربوں کا مقابلہ کیا[28]۔

---

[18] Rahnama, H. (Ed.). (2015). *Warrior of the World: The Life and Feats of Rostam*. Tehran: Hermes Publishers.
[19] Bosworth, C. E. (1977). *The Later Ghaznavids: Splendour and Decay*. Columbia University Press. (p. 45)
[20] Gibb, H. A. R. (1923). *The Arab Conquests in Central Asia*. The Royal Asiatic Society. (p. 78)۔
[21] Inaba, M. (2010). *From Kesar the Kābulšāh and Central Asia*. In *Coins, Art and Chronology II*. Austrian Academy of Sciences. (pp. 112)۔
[22] Bosworth, C. E. (1977). *The Later Ghaznavids: Splendour and Decay*. Columbia University Press. (p. 47)
[23] Kennedy, H. (2007). *The Great Arab Conquests: How the Spread of Islam Changed the World We Live In*. Da Capo Press. (pp. 23)
[24] Inaba, M. (2010). *From Kesar the Kābulšāh and Central Asia*. In *Coins, Art and Chronology II*. Austrian Academy of Sciences. (p. 112)۔
[25] Kennedy, H. (2007). *The Great Arab Conquests: How the Spread of Islam Changed the World We Live In*. Da Capo Press. (pp. 23)
[26] Gibb, H. A. R. (1923). *The Arab Conquests in Central Asia*. The Royal Asiatic Society. (p. 80)۔
[27] Bosworth, C. E. (1977). *The Later Ghaznavids: Splendour and Decay*. Columbia University Press. (p. 56)
[28] Bosworth, C. E. (1977). *The Later Ghaznavids: Splendour and Decay*. Columbia University Press. (pp. 52)

258ہجری میں جب زابلستان میں ان کی حکومت زوال سے دو چار ہوئی تو گبری لوگ زابلستان سے ہجرت کر کے موجودہ افغانسان کے علاقے بدخشان، بلخ اور ہندوکش میں پھیل کر آباد ہو گئے اور ساسانی دور میں یہاں اپنی حکومتیں قائم کیں[29]۔ایک ہجری سے 258 ہجری کے زمانے کے درمیان رتبیل کے ٹائٹل سے 9 حکمران گزرے ہیں[30]۔
ہخامنشی دور میں گبری لوگ افغانستان کے موجودہ علاقے بلخ، بدخشان اور کنڑ میں اقتدار کے حامل تھے[31]۔

گبری سواتی لوگوں کو محض "سواتی" بھی کہا جاتا ہے، یہ لوگ شمال مغربی پاکستان کے علاقوں سوات، بونیر، باجوڑ اور بعد ازاں ہزارہ (موجودہ مانسہرہ اور بٹگرام) کے قدیم ترین حکمران قبائل میں شمار ہوتے ہیں[32]۔ یہ لوگ اپنی چار صدیوں پر محیط حکومت، زرتشتی پس منظر، اور بعد ازاں کشمیر میں شاہی حکومت قائم کرنے کی وجہ سے تاریخی اہمیت رکھتا ہے[33]۔

گبریوں کی سوات میں آمد

گبری سواتی لوگوں نے آٹھویں صدی عیسوی کے درمیان لغمان اور ننگرہار کے راستے سوات میں داخل ہو کر یہاں کے پہلے سے آباد لوگوں کو فتح کیا۔ اس فتح کی قیادت سلطان فہکل گبری اور سلطان بہرام گبری جہانگیری نے کی۔ گبری سواتی محمود غزنوی (جو 11ویں صدی میں آیا) سے کم از کم تین صدی پہلے اس علاقے میں داخل ہو چکے تھے۔ ”آٹھویں صدی عیسوی کے آغاز میں، گبری سواتی پشتون قبیلہ لغمان، ننگرہار اور دیر سے ہوتے ہوئے آگے بڑھا۔ تیرہویں صدی عیسوی کے آغاز تک، انہوں نے مقامی بدھ مت والوں اور ہندوؤں کو شکست دیتے ہوئے سوات پر قبضہ کر لیا“[34]۔

"In the beginning of the 8th century AD, the Gabari Swati Pashtun tribe advanced through Laghmanat, Nangarhar, and Dir. By the early 13th century, they captured Swat, defeating the local Buddhists and the Hindus."

انہوں نے تقریباً **چار سو سال** (نویں سے تیرہویں صدی عیسوی) تک سوات، بونیر، باجوڑ اور دیر کے علاقوں پر حکومت کی۔ وہ اپنے آپ کو "سلطان" کہلاتے تھے اور ان کا ایک مشہور قلعہ "گبر کوٹ" باجوڑ میں واقع تھا[35]۔

یہاں ایک بات اہم اور مبہم ہے، کہ اگر گبری سواتی لوگوں کی آٹھویں صدی عیسوی کے بعد اور گیارویں صدی عیسوی سے پہلے یہاں مکمل حکومت تھی تو پھر محمود غزنوی نے 11ویں صدی عیسوی میں دارد حکمران ”راجا گیرا“ کو شکست کیسے دی؟۔

سوات کے گبری سلاطین درّہ پیچ کے حکمرانوں کی نسل سے تھے۔ سلطان فہکل (پکھل) نے ایک دور میں کنڑ، باجوڑ اور سوات پر حکمرانی کی جبکہ ان کے بھائی سلطان بہرام نے نغمان اور ننگرہار پر حکمرانی کی۔ ان علاقوں کو مفتوح بنانے میں انہیں عمادلادین (غوری تاجک) کی مکمل حمایت حاصل تھی[36]۔

گبری لوگوں نے جہاں سوات، باجوڑ اور پکھل پر حکومت کی وہاں ان کے ایک اہم سردار شامیر (شاہ میر شمس الدین) نے 1343 عیسوی میں کشمیر پر حکومت کی۔ کشمیر میں اس خاندا کی حکومت 190 برس تک قائم رہی[37]۔ سواتی سلاطین نے اپنے دور میں سوات اور باجوڑ میں بعض اہم قلعہ جات بھی تعمیر کروائے جو بعد میں یوسفزئی پٹھانوں کے ہاتھوں مسمار ہوئے[38]۔

---

29 الحاج جیان زیب خان سواتی، 2020۔ قدیم تہذیبیں اور اقوام ہزارہ، مکتبہ جمال، لاہور۔
30 پروفیسر محمد اختر، تاجک سواتی و مملکت گبر، ص: 324/323۔ایس ایم پرنٹر، کراچی۔
31 پروفیسر محمد اختر، تاجک سواتی و مملکت گبر، ص: 320۔ایس ایم پرنٹر، کراچی۔
32 Raverty, 1892, p. 45۔
33 Bellew, 1891, p. 112۔
34 Bellew, H. W. (1891). *An Inquiry Into the Ethnography of Afghanistan*. The Oriental University Institute, Woking.
35 Bellew, H. W. (1891). *An Inquiry Into the Ethnography of Afghanistan*, P-115. The Oriental University Institute, Woking
36 الحاج جہانزیب خان سواتی گبری، 2018، قوم سواتی کی خیلیں، ص: 54۔ مکتبہ جمال، لاہور۔
37 فضل محمود خان، 2000ء، سواتی (پختون)، ص: 44، 45۔ متکبہ جمال، لاہور۔
38 فضل محمود خان، 2000ء، سواتی (پختون)، ص: 47۔ متکبہ جمال، لاہور۔

گبری سواتیوں کی تین اہم ذیلی شاخیں ہیں جن کے نام گبری، متراوی اور ممیالی ہیں۔ ان میں حکمرانی زیادہ تر گبری جہانگیری شاخ میں ہی رہی ہے اور ان کے حکمرانوں کا لقب "سلطان" مشہور رہا ہے[39]۔ سوات میں سلطنت گبر کا قیام 1190 عیسوی میں وجود میں آیا اور اس کے اولین بانی سلطان فہکل اور سلطان بہرام تھے[40]۔

موجودہ دور میں گبری سواتی بالائی ہزارہ ڈویژن کے اکثریتی علاقے (گڑھی حبیب اللہ، بھیرکنڈ، بفہ، کاغان، شنکیاری، بفہ، وادئ اگرور، ٹکری، بھوگڑ منگ، جبوڑی، الائی، ندھیاڑ اور تھاکوٹ میں پائے جاتے ہیں[41]۔

گبری سلطنت کا زوال

سولھویں صدی عیسوی کے اوائل میں، جب یوسفزئی قبیلے کو کابل سے بیدخل کیا گیا تو انھیں گبری سواتیوں نے اپنے علاقوں میں پناہ دی، لیکن جلد ہی دونوں قبائل کے درمیان مقامی تنازعات کا سلسلہ شروع ہو گیا[42]۔

1519عیسوی میں مغل بادشاہ بابر نے یوسفزئیوں کی مدد کی اور خود شریک ہو کر ان کے قلعہ "گبر کوٹ" کی فتح کیا [43] ۔ اس کے بعد یوسفزئیوں نے سوات پر قبضہ کر لیا۔ اس جنگ کے دوران آخری گبری سلطان، سلطان اویس گبری، کو بالائی دیر اور چترال کی طرف فرار ہونا پڑا[44]۔

جنگ میں بچ جانے والے گبری لوگ (جو دریائے سندھ کی شانگلا والی سائڈ پر عارضی آباد ہوئے تھے) بعد ازاں جلال بابا کے لشکر میں دریائے سندھ کو عبور کر کے ہزارہ میں ترک حکومت کا خاتمی کر کے بالائی ہزارہ میں آباد ہو گئے[45]۔

بالائی ہزارہ میں آباد ہونے کے بعد ان کا پہلا خان یا سربراہ گڑھی حبیب اللہ کے خان حبیب اللہ خان مقرر ہوئے۔ بعد ازاں گبری سواتیوں میں کئی اور نام بھی مشہور ہوئے جن میں خان آف اگرور خان عطا محمد خان اور آلائی کے خان ارسلا خان سرفہرست ہیں۔

ہزارہ میں گبری لوگوں کی ذیلی شاخیں

ہزارہ میں سواتی قبائل کی تین بڑی شاخیں آباد ہیں جو گبری، متراوی، اور ممیالی کے نام سے مشہور ہیں[46]۔گبری قبیلے کی ایک شاخ "لغمانی" بھی ہے جو خاص طور پر بفہ کے علاقے میں آباد ہے[47]۔

ان کی اہم آبادیوں یا بستیوں میں بالاکوٹ، گڑھی حبیب اللہ، مانسہرہ، شنکیاری، بفہ، اگرور، بٹگرام، تھاکوٹ اور کاغان کی وادیاں شامل ہیں[48] .سواتی قبیلہ کی تین بڑی شاخیں گبری، ممیالی اور متراوی کی 20 سے زیادہ ذیلی شاخیں 212 سے زائد خیلیں موجود ہیں[49]۔

---

[39] الحاج جہانزیب خان سواتی گبری، 2018، قوم سواتی کی خیلیں، ص: 72۔ مکتبہ جمال، لاہور۔

[40] الحاج جہانزیب خان سواتی گبری، 2018، قوم سواتی کی خیلیں، ص: 13۔ مکتبہ جمال، لاہور۔

[41] الحاج جہانزیب خان سواتی گبری، 2018، قوم سواتی کی خیلیں، ص: 77۔ مکتبہ جمال، لاہور۔

[42] Caroe, O. (1958). *The Pathans: 550 B.C. - A.D. 1957*. London: Macmillan & Co. (p-156)

[43] Babur, Z. M. (1526). *Baburnama (Memoirs of Babur)*. Translated by A. S. Beveridge (1921). London: (p-402)

[44] Raverty, H. G. (1892). *Notes on Afghanistan and Part of Baluchistan*. London: Eyre & Spottiswoode. (p-55)

[45] Ibbetson, D. (1916). *Punjab Castes (Being a Reprint of the Chapter on "The Races, Castes and Tribes of the People" in the Report on the Census of the Punjab, 1892)*. Lahore: Government Printing Press. (p. 206)

[46] Ibbetson, D. (1916). *Punjab Castes (Being a Reprint of the Chapter on "The Races, Castes and Tribes of the People" in the Report on the Census of the Punjab, 1892)*. P-2027.Lahore: Government Printing Press.

[47] Rose, H. A. (1919). *A Glossary of the Tribes and Castes of the Punjab and North-West Frontier Province (Vol. III)*. Lahore: Government Printing Press. (pp. 236)

[48] Rose, H. A. (1919). *A Glossary of the Tribes and Castes of the Punjab and North-West Frontier Province (Vol. III)*. Lahore: Government Printing Press. (pp. 240).

[49] تاریخ ہزارہ، سواتی پختون، سواتی تاریخ کے آئینے میں، مملکت گبر

گبری سواتیوں کی دیگر علاقوں میں حکومت

کشمیر میں شاہ میر سواتی خاندان نے گبری سواتیوں کی سب سے بڑی سیاسی کامیابی کشمیر میں حاصل کی اور وہاں گبری سلطنت حکومت قائم کی۔ **شاہ میر سواتی** (شمس الدین) نے 1339 عیسوی میں کشمیر میں شاہ میر خاندان کی بنیاد رکھی، جس نے تقریباً 222 سال (1339-1561 عیسوی) تک حکومت کی[50]۔ شاہ میر گبری سواتی بٹ خیلہ سوات سے کشمیر جاکر حکومت حاصل کی جو 1339ء سے 1561ء تک قائم رہی۔ جب کشمیر کو شاہ میر گبری سواتی نے فتح کیا تو سلطان پکھل کے اولاد نے ان تینوں سلطنتوں کو ملا کر اس کو پکھلی سرکار کے نام سے موسوم کیا[51]۔

پکھلی (ہزارہ) میں حکومت 1703عیسوی میں سید جلال بابا کی قیادت میں گبری سواتیوں نے ترکوں سے پکھلی کو فتح کیا۔ بعد ازاں **سعادت خان سواتی** 1762 سے 1780 عیسوی تک درانیوں کے دور میں پکھلی کے پہلے حکمران بنے[52]۔

ہم عصر دور میں گبری سواتی

آج کل گبری سواتی قبائل زیادہ تر ضلع مانسہرہ اور ضلع بٹگرام میں آباد ہیں[53]۔ وہ اب ہندکو اور پشتو بولتے ہیں، اور ان کی معیشت کا انحصار زراعت اور زمینداری پر ہے۔ وہ خیبر پختونخوا کے بڑے زمیندار قبائل میں شمار ہوتے ہیں[54]۔

سوات پر گبری سواتی قوم کے 20 سے 22 سلطانوں نے حکومت کی جس کی اولاد آجکل ہزارہ پکھل، بٹگرام، آلائی، بٹل، دیر، سوات، باجوڑ اور کشمیر میں آباد ہے[55]۔

گبری سلاطین میں ایک رواج یہ بھی تھا کہ جو بھی گبری سلطنت کا حکمران منتخب ہوتا، لازمی طور پر اس کے کانوں میں سونے کی دو بالیاں پہنائی جاتی تھیں[56]۔

کوہستان میں گبریوں کی دو جنگیں

آلائی کے گبری سواتیوں کا ایک بڑا لشکر کوہستان کے علاقہ پالُس پر قبضہ کے لیے 1700 عیسوی زمانے میں وادی شراکوٹ پر حملہ آور ہوا۔ اس حملے میں لشکر کا سردار، اس کا بیٹا اور بھتیجا دوسرے چار سو سواتیوں کے ساتھ شراکوٹ وادی میں قتل ہوئے اور بچے کچے لوگ بھاک کر چلے گئے۔ سواتیوں نے اسی قسم کی ایک اور لشکر کشی وادی لیدی پر کی، جس میں ان کے چار سے پانچ سو لشکری قتل ہوئے[57]،[58]۔ اس لشکر کشی کا اصل مقصد پالُس کی زمینوں پر قبضہ کرنا تھا۔ اس لشکر کسی کا مقصد اور خونریزی کا ذکر ڈاکٹر لٹنر اور جان بڈلف کی کتب میں موجود ہے۔

گبری سلطنت کی حدود

مملکت گبر کی حدود کافی وسیع تھیں۔ ایک طرف اس میں صوبہ ننگرھار، صوبہ کنڑ، صوبہ لغمان، دوسری گندھارا (پشاور، اشنغر)، تیسری طرف کابل تا ہزارہ (قارلق ہزارہ، باجوڑ، سوات، بونیر) اور چوتھی طرف پکھلی سے دریائے جہلم کے کنارے تک اور پانچویں طرف کشمیر سے گلگت تک پھیلی ہوئی تھی[59]۔

---

50 Hasan, M. (1959). *Kashmir Under the Sultans*. Calcutta: Iran Society. (p. 78)

51 تاریخ ہزارہ، سواتی پختون، سواتی تاریخ کے آئینے میں، مملکت گبر

52 Raverty, H. G. (1892). *Notes on Afghanistan and Part of Baluchistan*. London: Eyre & Spottiswoode. (p 55).

53 Rose, H. A. (1919). *A Glossary of the Tribes and Castes of the Punjab and North-West Frontier Province (Vol. III)*. Lahore: Government Printing Press. (p-244).

54 Ibbetson, D. (1916). *Punjab Castes (Being a Reprint of the Chapter on "The Races, Castes and Tribes of the People" in the Report on the Census of the Punjab, 1892)*. Lahore: Government Printing Press. (p-210).

55 تاریخ ہزارہ، سواتی پختون، سواتی تاریخ کے آئینے میں، مملکت گبر

56 روشن خان، 1983ء ملکۂ سوات، ص:24۔ کوثر پریس مردان۔

57 G. W. Leitner, 1889. Dardistan in 1866,1886 and 1893. Appendex IV, P-10. England.

58 J. Biddulph, 1880. Tribes of the Hindukush. P-11. Reprented 1977. Ahmad Brothers Printers, Karachi

59 پروفیسر محمد اختر، تاجک سواتی و مملکت گبر، ص: 345۔ایس ایم پرنٹر، کراچی۔

کنڑ اور افغانستان

مملکتِ گبری، جسے سلطنتِ سوات یا پکھلی سرکار بھی کہا جاتا ہے، ایک تاجک مملکت تھی جس نے گیارہویں تا سولہویں صدی عیسوی میں موجودہ شمال مشرقی افغانستان (خاصہ کنڑ صوبہ) اور شمالی پاکستان (سوات، دیر، باجوڑ، پشاور) پر حکومت کی[60]۔ گبری حکومت تقریباً 1190 عیسوی میں سلطان بہرام اور سلطان پکھل گبری نے دریائے پیچ (کنڑ، افغانستان) کے علاقے میں قائم کی تھی[61]۔ ان کا تعلق مقامی تاجک شاہی خاندان سے تھا اور وہ سکندر اعظم کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے تھے[62]۔ کنڑ (کُنڑ) اس سلطنت کی جائے اصل تھی۔ سلطان بہرام گبری نے اپنا دارالحکومت پاپین گاؤں (دریائے پیچ اور دریائے کُنڑ کے سنگم پر) میں قائم کیا[63]۔ یہ علاقہ ننگرہار اور کنڑ کے درمیان واقع تھا[64]۔ افغانستان میں زیرِ نگین علاقوں میں کابل، کاپیسا، لغمان، کنڑ، بدخشاں، ننگرہار، اور لوگر شامل تھے[65]۔ بعد میں یہ علاقے الگ الگ گبری شہزادوں کے ماتحت آگئے یہاں تک کہ امیر تیمور نے حملہ کیا[66]۔

سوات میں گبری حکومت

کنڑ کے بعد گبری سلطان پکھل نے منگلور (سوات) کو اپنا دارالحکومت بنایا[67]۔ یہ ایک ذرخیز اور وسیع علاقہ تھا جو تاریخی طور پر ادھیانہ کہلاتا تھا اور بدھ مذہب کا ایک اہم مرکز تھا۔

کشمیر میں گبری حکومت

کشمیر میں شاہ میر خاندان کی حکومت، جسے تاریخی اعتبار سے "شاہ میری سلطنت" کہا جاتا ہے، 1339ء سے 1561ء تک قائم رہی[68]۔ اس خاندان کے بانی شمس الدین شاہ میر تھے، جو اصل میں سواد (موجودہ سوات، پاکستان) کے رہنے والے تھے اور "گبری" قبیلے سے تعلق رکھتے تھے[69]۔

شاہ میر نے 1339ء میں آخری ہندو حکمران رانی کوٹھ کو شکست دے کر کشمیر میں اپنی حکومت کی بنیاد رکھی اور "سلطان شمس الدین" کا خطاب اختیار کیا[70]۔ ان کے دور میں کشمیر میں اسلام کو فروغ ملا اور ایک نیا "کشمیری دور" (تاریخ کشمیر کا باقاعدہ آغاز) شروع ہوا[71]۔

اس خاندان کے چند اہم حکمران اور ان کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

1. شہاب الدین (1354-1373ء :(ایک طاقتور اور روادار حکمران تھا جس نے لداخ، بلتستان اور پوٹھوہار تک سلطنت کو وسعت دی[72]۔
2. قطب الدین (1373-1389ء :(اس کے دور میں مشہور صوفی بزرگ میر سید علی ہمدانی کشمیر آئے، جنہوں نے وہاں اسلام کی ترویج میں کلیدی کردار ادا کیا[73]۔
3. سکندر (1389-1413ء" :(بت شکن" کے لقب سے معروف، اس نے شرعی قوانین نافذ کیے اور ہندوؤں پر جزیہ عائد کیا، جس کی وجہ سے اسے تنقید کا سامنا رہا[74]۔

---

[60] The Friday Times (2017) 'The lost Tajiks of Pakistan'
[61] Islamabad Post (2020) 'An Overview Of The Pakistani Tajik Community'
[62] Jatland Wiki (2013) 'Swat'
[63] Pakistan Defence (2016) 'The first Muslim dynasty of Kashmir was established by Swatis of Tajik-Afghan roots'
[64] Raverty, H.G. (1896) 'Notes on Afghanistan and Baluchistan', Vol. II, p. 345
[65] Caroe, O. (1958) 'The Pathans: 550 BC - AD 1957', Macmillan, London
[66] Babur, Z.M. (1530) 'Baburnama' (translated by A.S. Beveridge, 1921)
[67] Barth, F. (1956) 'Indus and Swat Kohistan: An Ethnographic Survey', Studies in Honour of Georg Morgenstierne
[68] Hasan, Mohibbul (2005). *Kashmir Under the Sultans*. Delhi: Aakar Books, p. 45.
[69] Firishta, Muhammad Qasim (2012). *Tarikh-e-Firishta*. Lahore: Sang-e-Meel Publications, p. 112.
[70] Bamzai, P.N.K. (1994). *Culture and Political History of Kashmir*. New Delhi: M.D. Publications, p. 78.
[71] Ray, Sunil Chandra (1957). *Early History and Culture of Kashmir*. Calcutta: Firma K.L. Mukhopadhyay, p. 134.
[72] Hasan, Mohibbul (2005). *Kashmir Under the Sultans*. Delhi: Aakar Books, p. 67.
[73] Bamzai, P.N.K. (1994). *Culture and Political History of Kashmir*. New Delhi: M.D. Publications, p. 102.
[74] Firishta, Muhammad Qasim (2012). *Tarikh-e-Firishta*. Lahore: Sang-e-Meel Publications, p. 145.

4. زین العابدین (1418-1470ء" :(بڈ شاہ" (عظیم بادشاہ) کہلانے والا یہ حکمران کشمیر کا اکبر تصور کیا جاتا ہے[75]۔ اس نے سکندر کی سخت پالیسیوں کو ختم کرتے ہوئے ہندوؤں کو واپس بلایا، مندروں کی مرمت کروائی، اور فنون لطیفہ کو فروغ دیا[76]۔

شاہ میر خاندان (گبری سلاطین) نے کشمیر پر 222 سال حکومت کی، جس میں کشمیر کی اسلامی شناخت تشکیل پائی۔ اس دور میں سخت گیر اور روادار دونوں قسم کے حکمران آئے، لیکن زین العابدین کا دور اس خاندان کا سنہری دور تصور کیا جاتا ہے[77]۔

پکھلی ہزارہ

جب امیر تیمور نے ہزارہ میں ترکوں کی مدد کے لیے پکھلی میں ترک سپاہ یا لوگ ان کی مدد کے لیے چھوڑے تو انھوں نے بعد ازاں اس علاقے پر خود قبضہ کر کے اپنی ترک حکومت قائم کر لی جس کا مرکز گلی باغ بفہ تھا۔ اس طرح یہ علاقہ کشمیر کی گبری سلطنت کی عملداری سے آزاد ہو گیا۔ بعد ازاں گبری سلطان زین العابدین بڈھ شاہ کے دور میں یہ علاقہ دوبارہ کشمیر کی گبری سلطنت میں ضم ہو گیا[78]۔

یوسفزئی کی آمد

جب گبری سواتی اس علاقے کے حکمران تھے، وہیں یوسفزئی قبیلہ، جو افغانستان کے علاقے کابل سے بے دخل ہو کر آیا تھا، پہلے پشاور اور باجوڑ کے علاقوں میں منتقل ہوا[79]۔ تحریری شواہد کے مطابق، جب یوسفزئی ان علاقوں میں پہنچے تو گبری سواتیوں نے ان کا پرتپاک استقبال کیا اور انہیں اپنے علاقوں میں آباد کیا۔

ملکۂ سوات کا قتل

ملکہ سوات کی کہانی پشتون تاریخ کے انتہائی المناک اور عبرتناک واقعات میں سے ایک ہے۔ یہ محض ایک قتل کی داستان نہیں، بلکہ طاقت کی سیاست، غداری، اور انجام کار انصافِ الٰہی کی کہانی ہے۔ یہ واقعہ پشتون قبائلی روایات میں آج بھی زندہ ہے اور اسے پشتون تاریخ کے اہم موڑ کے طور پر یاد کیا جاتا ہے۔

جب یوسفزئی قبیلہ سوات کی سرحدوں کے قریب مورا پہاڑ تک پہنچ گیا تو مقامی گبری حکمران سلطان اویس سواتی کو شدید خطرہ لاحق ہوا۔ اسے اندیشہ تھا کہ یوسفزئی اس کی سلطنت پر قبضہ کر لیں گے۔ اس پس منظر میں سلطان نے اپنے درباریوں سے مشورہ کیا، جنہوں نے اسے ایک انتہائی سنگین اور سفاکانہ مشورہ دیا۔ درباریوں کے مشورے پر سلطان اویس سواتی نے اپنی ہی بیوی کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ مقتولہ ملکہ کوئی عام خاتون نہیں تھی بلکہ یوسفزئی سردار ملک احمد کی بہن تھی۔ درباریوں کا خیال تھا کہ اس طرح یوسفزئیوں کا دربار سے تعلق ختم ہو جائے گا اور وہ سوات پر قبضے کی سازش نہیں کر سکیں گے[80]۔ اس مشورہ پر عمل کرتے ہوئے سلطان اویس نے (1494ء) میں اپنی بیوی کو چھریوں کے وار کر کے ہلاک کر دیا اور اسے قلعہ منگلور کے شمال مشرق حصے میں دفن کر دیا گیا۔ مقتول ملکۂ آج تک ”شہید بی بی“ کے نام سے مشہور ہیں[81]۔ یہ قتل انتہائی خفیہ طور پر کیا گیا، اور سلطان کو یقین تھا کہ اس کے اس اقدام سے یوسفزئیوں کی طاقت ختم ہو جائے گی۔ جب یوسفزئیوں کو اس بہیمانہ قتل کی خبر ملی تو ان کا خون کھول اٹھا۔ لیکن سردار ملک احمد نے اس موقع پر غیر معمولی صبر اور دانشمندی کا مظاہرہ کیا۔ فوری انتقام لینے کے بجائے، انہوں نے سلطان کے پاس تعزیتی پیغام بھیجا۔ انہوں نے سلطان اویس کے پاس سوگئے بیل بھیجے اور کہلا بھیجا کہ "یہ حکمِ

[75] Ray, Sunil Chandra (1957). *Early History and Culture of Kashmir*. Calcutta: Firma K.L. Mukhopadhyay, p. 189.
[76] Hasan, Mohibbul (2005). *Kashmir Under the Sultans*. Delhi: Aakar Books, p. 112.
[77] Bamzai, P.N.K. (1994). *Culture and Political History of Kashmir*. New Delhi: M.D. Publications, p. 156.
[78] پروفیسر محمد اختر، تاجک سواتی و مملکت گبر، ص: 361۔ایس ایم پرنٹر، کراچی۔
[79] بابر نامہ، ظہیرالدین بابر
[80] Wagha, R. (2023). *War, violence and women's agency in Pakistan: The case of Swat*. Routledge؛
روشن خان، 1983ء، ملکۂ سوات، ص: 6، 12؛
پروفیسر محمد اختر، 2002ء۔ تاجک سواتی و مملکت گبر، ص: 367، 368۔
[81] روشن خان، 1983ء ملکۂ سوات، ص:6۔ کوثر پریس مردان۔

الٰہی تھا"۔ اس حکمت عملی کے تحت انہوں نے سلطان کی اجازت سے 20 آدمیوں کے وفد کے ساتھ آ کر اپنی بہن کی قبر پر فاتحہ خوانی کی[82]۔

سلطان اویس کے خیال میں انھوں نے یوسفزئیوں کو ہمیشہ کے لیے سبق سکھا دیا ہے۔ لیکن یہ ان کی بھول تھی۔ تاریخ دانوں کے مطابق، یہ قتل بعد میں یوسفزئیوں کے لیے سوات پر قبضے کا جواز بن گیا۔ یوسفزئیوں نے اپنی بہن کے خون کا بدلہ لیتے ہوئے بالآخر گبری سواتیوں کو سوات کے مرکزی علاقوں سے بیدخل کردیا۔ گویا ملکۂ سوات کی شہادت گبری سواتی سلطنت کی زوال کا سبب بنی[83]۔

گبری سواتی اور یوسفزئی کی لڑائیاں

وادی سوات (موجودہ خیبر پختونخوا، پاکستان) میں یوسفزئی اور گبری سواتی قبائل کے درمیان لڑائیاں سولھویں صدی عیسوی کے اوائل میں وقوع پذیر ہوئیں[84]۔ [1]۔ یہ جنگیں محض دو قبائلی گروہوں کے درمیان تصادم نہیں تھیں بلکہ ان میں مغلیہ سلطنت کی مداخلت بھی شامل تھی، جس نے نتائج کو ہمیشہ کے لیے بدل کر رکھ دیا[85]۔

متراوی جا گبری سواتی لوگوں کی تیں شاخوں میں سے ایک ہے، اس نے گبری سلطان ملک اویس کی مشکل حالات میں ساتھ نہیں دیا اور اسے اکیلا چھوڑ دیا تھا۔ گبری سواتی اور یوسفزئی لوگوں میں کم از کم چھوٹی بڑی 17 جنگیں لڑی گئیں اور بالآخر یوسفزئی لوگوں کو فتح ملی۔

گبری سواتی لوگوں کو جب یوسفزئیوں نے سوات کے ذرخیز میدانی علاقوں سے بیدخل کیا تو یہ لوگ درّہ کشورہ، خوازہ خیلہ، چکیسر اور غوربند کے پہاڑی علاقوں میں منتقل ہوئے، ان کی آبادی بڑھی اور سخت معاشی مشکلات کا شکار ہوئے۔ ان کی اس ابتلا کا دور 120 سال سے زائد عرصہ تک محیط ہے۔ اس کے بعد یوسفزئی اور جلال بابا کے تعاون سے یہ لوگ بالائی ہزارہ پر حملہ آور ہوئے اور یہاں کی ترک حکومت کا خاتمہ کر کے یہاں کی زمینوں پر قبضہ کر لیا[86]۔

منگلور کی طرف، جس پر سواتی قبیلے کے حکمرانوں نے 500 سال تک حکومت کی۔ سلطان احمد خان متراوی سے سلطان گبر کے آخری چشم و چراغ سلطان اویس سواتی تک منگلور سواتی قبیلے کے زیر سایہ رہا[87]۔

1. مغل اتحاد :یوسفزئیوں نے اس وقت کے سپر پاور، مغل بادشاہ ظہیرالدین بابر (Zahiruddin Muhammad Babur) کی مدد حاصل کی۔
2. قلعہ گبر کی فتح :بابر کی پشت پناہی سے، یوسفزئیوں نے 1519 اور 1520 کے دوران باجوڑ میں واقع "قلعہ گبر (Gabar-Kot) " کو فتح کیا اور اسے منہدم کر دیا[88]۔
3. سوات پر حملہ :قلعہ گبر پر قبضے کے بعد، یوسفزئیوں نے سوات کی طرف پیش قدمی کی اور گبری حکمرانوں پر حملہ آور ہوئے[89]۔

سوات سے بیدخلی

یوسفزئی اور مغلوں کی مشترکہ افواج کے سامنے گبری سواتی مزاحمت نہ کر سکے۔ اس جنگ کے نتیجے میں آخری گبری سلطان، سلطان اویس کو سوات سے فرار ہو کر بالائی دیر (Upper Dir) جانا پڑا، جہاں سے بعد میں وہ چترال، واخان اور بدخشاں جیسے

82 Wagha, R. (2023). *War, violence and women's agency in Pakistan: The case of Swat*. Routledge.
83 Wagha, R. (2023). *War, violence and women's agency in Pakistan: The case of Swat*. Routledge.
84 محمد شریف خان، تاریخ سوات۔
85 ڈاکٹر لطیف اللہ، مغلیہ سلطنت اور سرحدی قبائل۔
86 پروفیسر محمد اختر، تاجک سواتی و مملکت گبر، ص: 378۔ایس ایم پرنٹر، کراچی۔
87 یوسف خان انقلابی، سواتی: ایک عظیم پختون قبیلہ۔
88 تاریخ پختون، شیر محمد خان
89 سوات کی قبائلی جنگیں، ڈاکٹر عبدالرحیم

علاقوں میں چلے گئے[90]۔ اس طرح یوسفزئی قبیلے نے وادی سوات پر قبضہ کر لیا اور یہ علاقہ ان کی قبیلہ گاہ بن گیا[91]۔

گبری سواتی اور یوسفزئی کے درمیان لڑائیاں محض ایک علاقائی قبائلی جھگڑا نہیں تھا، بلکہ یہ ایک اسٹریٹجک فوجی کارروائی تھی جس میں ایک ابھرتی ہوئی طاقت (یوسفزئی) نے ایک بڑی سلطنت (مغل) کی مدد سے ایک کمزور ہوتی ہوئی گبری سلطنت کا تختہ الٹ دیا[92]۔ اس تنازع نے علاقے کی آبادیوں کو منتشر کر دیا اور موجودہ دور کے پختون قبائلی ڈھانچے کی بنیاد رکھی، جہاں یوسفزئی سوات کے بڑے قبائل میں شمار ہوتے ہیں جبکہ سواتی برادری بنیادی طور پر ہزارہ کے علاقوں میں مرکوز ہے[93]۔

مقامی جنگوں کے اثرات

سوات کی وادی میں گبری سواتی اور یوسفزئی قبائل کے درمیان طویل معرکے صرف علاقائی فتوحات کی داستانیں نہیں ہیں، بلکہ ان جنگوں نے سوات کے سماجی ڈھانچے، ثقافتی اقدار، معیشت اور مذہبی شناخت پر گہرے اور دیرپا اثرات مرتب کیے ہیں[94]۔

یوسفزئی نے اپنی عسکری برتری کی بدولت گبری سواتیوں کو شکست دے کر وادی سے باہر نکال دیا اور یہاں مستقل سکونت اختیار کی[95]۔ اس فتح کے بعد انہوں نے زمین کی تقسیم کا ایک منفرد نظام" **ویش (Wesh)** "متعارف کرایا، جس کے تحت ہر چند سال بعد خاندانوں کو اپنے پورے گاؤں اور زمینیں بدلنی پڑتی تھیں تاکہ کسی ایک قبیلے کو طاقت نہ مل سکے[96]۔

سماجی اثرات

اس فتح کے نتیجے میں سوات کا سماجی ڈھانچہ مکمل طور پر تبدیل ہو گیا:

1. جاگیردارانہ نظام کا نفاذ :یوسفزئی نے خود کو زمیندار اور حکمران طبقہ بنا لیا، جبکہ مقامی لوگوں (جنہیں "ہندکی" یا "دہقان" کہا جاتا ہے) کو بے زمین مزدور اور کسان بنا دیا گیا[97]۔ اس طرح ایک طبقاتی معاشرہ وجود میں آیا جس میں اعلیٰ طبقہ (یوسفزئی) اور پست طبقہ (سابقہ مقامی آبادی) کا فرق صدیوں تک قائم رہا[98]۔

2. پشتونولی کا غلبہ :یوسفزئی کے ساتھ پشتونولی (Pukhtunwali) کے روایتی ضابطہ اخلاق نے بھی جڑ پکڑی۔ یہ ضابطہ، جو مہمان نوازی، پناہ، اور خون کا بدلہ (Badal) جیسے تصورات پر مبنی ہے، اسلامی قوانین پر بھی اکثر غالب رہا[99]۔

3. خوانین کی خودمختاری :مرکزی حکومت کے خاتمے کے بعد، سوات متعدد خودمختار خانوں (Khans) میں تقسیم ہو گیا، جو اپنی ذاتی فوجیں رکھتے تھے[100]۔ ان کے درمیان زمین اور عزت کے لیے جھگڑے اور جنگیں عام تھیں، جس کی وجہ سے یہ علاقہ "ناپسندیدہ (dagha-dagha) "مشہور ہوا[101]۔

4. گبری سواتی اور یوسفزئی چپقلس کے بعد جب قدیم سواتی سوات کے میدانی علاقوں سے بیدخل ہوئے تو اس کے بعد سوات میں سیّد، صاحبزادگان، اخون زادگان اور پختونوں کو سماجی طور پر اولیت حاصل ہوگئی اور دیگر پیشہ ور لوگوں کو نیچ یا درمیانی درجے کے لوگ سمجھا جانے لگا[102]۔

---

90 پختونستان کی تاریخ، ڈاکٹر سید مظہر علی
91 گزٹیر آف خیبر پختونخوا
92 خانہ جنگی پشتون (Pathan Inter-Tribal Wars)
93 جدید پختون قبائل، عقیل احمد
94 Barth, F. (1959). *Political Leadership among Swat Pathans*. London: Athlone Press.
95 Caroe, O. (1958). *The Pathans: 550 B.C. - A.D. 1957*. London: Macmillan.
96 Barth, F. (1959). *Political Leadership among Swat Pathans*. London: Athlone Press.
97 Barth, F. (1959). *Political Leadership among Swat Pathans*. London: Athlone Press.
98 Ahmed, A. S. (1976). *Millennium and Charisma among Pathans*. London: Routledge.
99 Lindholm, C. (1982). *Generosity and Jealousy: The Swat Pukhtun*. Columbia University Press.
100 Barth, F. (1959). *Political Leadership among Swat Pathans*. London: Athlone Press.
101 Lindholm, C. (1982). *Generosity and Jealousy: The Swat Pukhtun*. Columbia University Press.
102 Lindholm, C. (1982). *Generosity and Jealousy: The Swat Pukhtun*. Columbia University Press.

ثقافتی اثرات

اس معرکہ آرائی کے ثقافتی اثرات انتہائی منفرد ہیں۔ یہاں شادی کی تقریبات کو" **جنگ** "سے تعبیر کیا جاتا ہے[103]۔

1. **:**سوات میں شادی کے موقع پر "جنگی ڈھول" بجائے جاتے ہیں جو ماضی کی لڑائیوں کی یاد دلاتے ہیں[104]۔

2. دُلہن کو اس کے میکے سے اُس کے شوہر کے گھر جانے پر ایک ایسے دشمن کے حوالے کرنے کے مترادف سمجھا جاتا ہے جہاں وہ اپنی ساس، نندوں اور شوہر کے سامنے کمزور ہوتی ہے[105]۔

3. ماہر بشریات کے مطابق، سوات کی شادیاں ایک طویل المعرکہ ہوتی ہیں جہاں عورت برسوں بعد اپنی ذہانت سے اپنی پوزیشن مضبوط کرتی ہے[106]۔

4. یوسفزئی ثقافت میں عورتوں کے پردے کو بے حد اہمیت دی گئی[107]۔ کسی مرد کو" **بے غیرت** "کہلوانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی زمین کھو چکا ہے یا اپنی عورتوں پر کنٹرول نہیں رکھتا[108]۔

معاشی اثرات

معیشت پر یوسفزئی فتح کے اثرات دو اہم طریقوں سے مرتب ہوئے:

1. **"**ویش" نظام کا خاتمہ: 20ویں صدی کے اوائل میں میاں گل عبدالودود (بادشاہ صاحب) کی آمد تک یہ نظام برقرار رہا[109]۔ انہوں نے اسے ختم کر دیا کیونکہ "ویش" کی وجہ سے کسانوں کے پاس زمین میں طویل مدتی سرمایہ کاری (جیسے باغ لگانا یا پکے مکان بنانا) کرنے کی کوئی ترغیب نہیں تھی[110]۔

2. خوانین کی اجارہ داری کا خاتمہ: 1950 کی دہائی میں والی صاحب (میاں گل عبدالحق جہانزیب) نے خوانین کو ٹیکس دینے کا نظام ختم کر دیا، جس سے عام کسانوں کو معاشی آزادی ملی[111]۔

مذہبی اثرات اور کردار

سوات میں مذہب ہمیشہ سے طاقت کا ایک اہم ذریعہ رہا ہے، خاص طور پر اس علاقے میں جہاں کوئی مضبوط مرکزی حکومت نہ تھی[112]۔

1. بابا اور ملاوں کا کردار: یوسفزئی معاشرے میں بابا اور مُلا (مذہبی رہنما) ہمیشہ سے بااثر رہے ہیں[113]۔ یہ روایت آج بھی قائم ہے، جہاں مذہبی رہنما سیاسی اور سماجی تبدیلیوں میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں[114]۔

2. جدید تنازعات میں مذہب: سوات میں مذہبی شدت پسندی کا عروج اسی تاریخی پس منظر میں دیکھا جا سکتا ہے[115]جہاں مذہب کو عوام کو متحد کرنے اور نظام کے خلاف بغاوت کے لیے استعمال کیا جاتا تھا، وہیں 2007-2009 کی لڑائیوں میں یہ ایک بار پھر عیاں ہوا[116]۔

---

103 Lindholm, C. (1982). *Generosity and Jealousy: The Swat Pukhtun*. Columbia University Press.
104 Field Survey, 1990s
105 Lindholm, C. (1982). *Generosity and Jealousy: The Swat Pukhtun*. Columbia University Press.
106 Ahmed, A. S. (1976, p. 89).
107 Barth, F. (1959, p. 112).
108 Lindholm, C. (1982). *Generosity and Jealousy: The Swat Pukhtun*. Columbia University Press.
109 Barth, F. (1959, p. 56).
110 Spain, J. W. (1962). *The Pathan Borderland*. The Hague: Mouton.
111 Ahmed, A. S. (1976, p. 120).
112 Barth, F. (1959, p. 130).
113 Ahmed, A. S. (1976, Chapter 5).
114 Lindholm, C. (1982, p. 250).

یوسفزئی کی سوات میں آمد اور ان کی سواتی/گبری قبائل کے ساتھ معرکہ آرائی نے علاقے پر ایک طویل مدتی اثر چھوڑا [28]۔

شعبہ	اثرات
سماجی	جاگیردارانہ نظام کا قیام، پشتونولی (Pukhtunwali) کا غلبہ، خان اور عام آدمی میں طبقاتی تقسیم، "خون کا بدلہ" جیسی رسومات کا رواج[117]۔
ثقافتی	شادی کو "جنگ" کے تصور سے جوڑنا، جنگی ڈھولوں کا استعمال، عورتوں پر سخت پردہ اور ان کی نقل و حرکت پر پابندی، "بے غیرتی" کو بدترین ذلت سمجھنا[118]۔
معاشی	"ویش" نظام کے ذریعے زمین کی مسلسل تقسیم (بعد میں ختم ہوا)، زمینداری کا نظام، **خانوں** کو محصول دینے کا طریقہ کار (بعد میں ختم ہوا)[119]۔
مذہبی	"بابا" اور مذہبی رہنماؤں کا سیاسی اثر و رسوخ، مذہب کا استعمال اتحاد اور بغاوت کے لیے تحریکوں کی جڑیں اسی تاریخی روایت میں پنہاں ہیں[120]۔

جلال بابا کے لشکر میں

بالائی ہزارہ میں گبری سواتیوں اور جلال بابا کی لشکر کشی کی دو بنیادی اور اہم وجوحات تھی:

1. یوسفزئیوں کے ہاتھوں سوات سے بیدخلی کے بعد کم و بیش 150 سال تک گبری سواتی دریائے سندھ کے مغرب میں چکیسر اور لیلوٹئی اور دوسرے علاقوں میں انتہائی کسمپرسی کی حالت میں تھے اور انھیں مستقبل کے لیے ایک بڑے زرعی رقبے کی ضرورت تھی، جو جنگ یا لشکر کشی سے ہی حاصل کیا جا سکتا تھا؛

2. جلال بابا ترمذی جو کچھ عرصہ پہلے بالائی ہزارہ میں اپنے ترک حکمران سُسر کے ہاں رہ کے گئے تھے، اور اس علاقے کی اہمیت جان گئے تھے، انھیں بھی اپنی آنے والی نسل کے لیے ایک محفوظ اور ذخیز خطے کی ضرورت تھی۔

اس مقصد کے لیے جلال بابا اور گبری سواتیوں کے مابین دریائے سندھ کے پار ایک مشاورتی جرگہ ہوا۔ جس میں جلال بابا نے سواتی لشکر میں شامل ہونے والے لوگوں سے یہ وعدہ کیا کہ فتح کی صورت میں پکھلی کی حکومت اُن کی (سیّد جلال بابا کی) ہو گی اور مفتوح ترکوں کی آراضی کے تین حصے گبری سواتیوں میں بانٹ دیے جائیں گے[121]۔

جلال بابا ہزارہ اپنا لشکر دریائے سندھ پر تھاکوٹ کے مقام پر عبور کراتے ہوئے پکھل پر حملہ آور ہوئے۔ مراد خان جو سید جلال بابا کے دوست تھے، اس نے دوستی کا حق آدا کرتے ہوئے سلطان محمود خرد کے خاندان کو مزاحمت سے باز رکھتے ہوئے چپکے سے قلعہ خالی کرنے کا مشورہ دیا، یہ شاہی خاندان اپنی عورتیں اور بچوں کو لیکر وادی کونش میں روپوش ہو گیا اور جلال بابا کا لشکر بغیر کسی مزاحمت فاتح قرار پایا، اس طرح 1703ء میں ترک حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔

---

115 Abbas, H. (2014). *The Taliban Revival*. Yale University Press.
116 International Crisis Group (2009). *Pakistan: Countering Militancy in Swat*. Asia Report No. 178.
117 Lindholm, C. (1982, pp. 100-110).
118 Lindholm, C. (1982, pp. 100-110).
119 Barth, F. (1959, pp. 50-70).
120 Barth, F. (1959, pp. 50-70).
121 سید عبدالجبار خان ستھانوی، صوبہ سرحد و افغانستان کی چار سوسالہ تاریخ، ص:206، 207۔

آباد کاری: گبری سواتیوں کی تین بڑی شاخیں تھیں ایک گبری (جسے اُتلی کہا جاتا تھا) دوسری ممیالی اور تیسری متراوی (جسے ترلی کہا جاتا تھا) ۔ اُتلی شاخ کے لوگ کاغان، بالاکوٹ، گڑھی حبیب اللہ، مانسہرہ، شنکیاری، بھوگڑ منگ، نندہاڑ، تھاکوٹ، الائی جبکہ ترلی شاخ کے لوگ پکھلی، بھیرکنڈ، اگرور، ٹکری اور دیش وغیرہ میں آباد کرائے گئے[122]۔

ڈاکٹر اکبر ایس احمد اپنی کتاب "مانسہرہ" میں لکھتے ہیں کہ مانسہزہ کے علاقہ پڑھنہ سے الائی کے علاقے تین ترک بھائیوں کی علمداری میں تھے[123]۔ غالباً یہ جلال بابا کی سوات سے لشکر کشی سے کافی پہلے کا دور ہو گا۔ 1901 کی مردم شماری میں یہاں آباد ترکوں کی تعداد 2379 تھی جبکہ 1891 میں ان کی تعداد 3821 تھی [124]۔

گبری سواتیوں کا جینیاتی پس منظر

جینیاتی اور لسانی مطالعوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گبری سواتی لوگ بنیادی طور پر آریائی نسلی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں، اور ان کے کچھ اثرات آج کے پٹھان قبائل میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ ان کی قدیم جینیاتی شناخت میں R1a اور mtDNAگروپ H, U, اور J2نمایاں ہیں، جو قدیم یوریشین اور وسط ایشیائی جڑوں کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

قدیم گبری سواتیوں میں ایک غیر معمولی طور پر نمایاں جینیاتی لائن:
Haplogroup Q2b (Q-Z19128)پائی جاتی ہے خاص طور پر Q-Z36058 cluster Q-BZ528 بہت اہم ہے کیونکہ عام طور پر Haplogroup Q زیادہ تر سائبیرین، وسطی ایشیائی اور ترک-منگول نسلی گروہوں سے منسلک سمجھا جاتا ہے لیکن گبری سواتیوں میں اسے ایک ایرانی (کرمان/سیستان) اصل کے ساتھ جوڑا جا رہا ہے جو ایک منفرد اور پیچیدہ جینیاتی تصویر پیش کرتا ہے۔

Haplogroup Q2b (Q-Z19128)کی اصل جینیاتی و جغرافیائی جڑیں عمومی طور پر وسطی ایشیا اور اس سے ملحقہ جنوبی سائبریا میں تلاش کی جاتی ہیں، جہاں سے یہ بعد میں مختلف سمتوں میں پھیلا:

اصل جغرافیائی مرکز(Primary Homeland)
Haplogroup Qکی بڑی شاخیں، جن میں Q2b بھی شامل ہے، کا ابتدائی ارتقاء درج ذیل خطے میں ہوا:
← التائی پہاڑ اور جنوبی سائبریا؛
← یہ علاقہ قدیم انسانی ہجرتوں کا ایک اہم مرکز سمجھا جاتا ہے، جہاں سے مختلف Y-DNA لائنیں پھیلیں[125]۔ [1]۔
Q2b (Q-Z19128)اسی بڑے Q lineage کی ایک بعد کی شاخ ہے، جو غالباً Late Bronze Ageیا Early Iron Age کے دوران وسطی ایشیا میں تشکیل پائی[126]۔

جغرافیائی پھیلاؤ(Migration Pattern)
Q2bکی بعد کی توسیع درج ذیل سمتوں میں ہوئی:
← وسطی ایشیا → افغانستان و شمالی پاکستان، خاص طور پر Afghanistanاور خیبر پختونخوا کے علاقوں میں اس کی نمایاں موجودگی ملتی ہے[127]۔

← ایرانی سطح مرتفع (Iranian Plateau) ۔ بعض ذیلی شاخیں Iranian Plateau میں بھی پائی جاتی ہیں[128]۔

← جنوبی ایشیا(South Asia) میں خاص طور پر گبری پشتون، بعض داردی اور دیگر گروہوں میں بھی اس کی خاطر خواہ شرح میں پائی جاتی ہے[129]۔

---

122 سید عبدالجبار خان ستھانوی، صوبہ سرحد و افغانستان کی چار سوسالہ تاریخ، ص: 42، 436۔
123 ڈاکٹر اکبر ایس احمد، مانسہرہ، مترجم بشیر محمود اختر، ص: 32۔
124 ہزارہ گزیٹیئر۔
125 International Society of Genetic Genealogy – Y-DNA Haplogroup Q Tree
126 The Origins of the Indo-Europeans – Bronze Age migrations
127 FamilyTreeDNA – Q haplogroup regional projects data
128 Population Genetics – Iran and Central Asia gene flow studies

← Haplogroup Q عمومی طور پر قدیم Eurasian Steppe populations سے منسلک ہے۔ بعض شاخیں (جیسے Q-M3) امریکہ تک پھیل گئیں، جبکہ Q2b زیادہ تر ایشیا میں محدود رہی[130]۔

← Q2b (Q-Z19128) زیادہ تر Regional South-Central Asian lineage سمجھی جاتی ہے۔ اس کا پھیلاؤ مقامی سطح پر قبائلی یا علاقائی ارتقاء کی نشاندہی کرتا ہے[131]۔

اس کے برعکس اخوندزادہ عارف حسن خان کی ایک مرتب کردہ رپورٹ جو گبری پدری ڈی این اے ٹسٹ کی بنیاد پر مرتب کی گئی ہے، اس لیے یہاں ان کے موقف کو بنیاد بنا کر Q2b کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔

اخوندزادہ عارف حسن خان کی رپورٹ کے مطابق گبری سواتیوں کے مخصوص ہیپلوگروپ Q2b کا جغرافیائی و تاریخی راستہ ابتدائی مرکز Kerman (جیرُفت–کہنوج–بم) 5400ق م سے لے کر تاریخی دور تک مسلسل موجودگی پائی گئی ہے۔

بعد کی نقل و حرکت یا ہجرت سیستان (ایرانی-افغان سرحدی تہذیب)؛ پھر ڈیرہ غازی خان تقریباً 1500 عیسوی اور اس کے بعد شمال میں وادی سوات اور بعد میں بالائی ہزارہ و دیگر علاقے۔

گبری سواتیوں میں Q2b کیوں اہم ہے؟
یہ ایک مقامی کلسٹر ہے جو سوات، باجوڑ، ننگرہار کے مختلف قدیم گبری سواتی لوگوں میں پایا جاتا ہے۔
← لسانی تعلق: "گبری" زبان ↔ زرتشتی علاقوں (کرمان، یزد)؛
← ممکنہ تعلق: Zoroastrianism ؛
← تاریخی ربط: رُتبیل (Rutbil) حکمران ←سیستان و زابلستان Kabul ← اس سے ایک ایرانی-افغان حکمران اشرافیہ کا تصور بنتا ہے۔

موجودہ جینیاتی مطالعات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ افغانستان–پاکستان کے خطے میں Y-کروموسوم ہیپلوگروپ Q2b (Q-Z19128) کی متعدد ذیلی شاخیں (paraclades) موجود ہیں۔ اور اب تک کم از کم سات یا آٹھ نمایاں پیرا کلیڈز کی نشاندہی ہو چکی ہے۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ Y-DNA ہیپلوگروپ صرف پدری نسب (paternal lineage) کی نمائندگی کرتا ہے اور بین النسلی یا بین القبائلی ازدواجی روابط کے باوجود تغیر پذیر نہیں ہوتا۔ یہ شاخیں مختلف نسلی، لسانی اور جغرافیائی گروہوں میں متفاوت تعدد (فریکوئنسی) کے ساتھ پائی گئی ہیں، جو اس خطے میں قدیم آبادیوں کے پیچیدہ جینیاتی تسلسل کی نشاندہی کرتی ہیں۔

(1)۔پیرا کلیڈ Q-Z360581
یہ ذیلی شاخ تاریخی طور پر سوات، باجوڑ اور ننگرہار کے جغرافیائی خطے میں مستحکم رہی ہے۔ جینیاتی شواہد کے مطابق یہ کلیڈ ہزارہ ڈویژن کے گبری سواتی گروہوں کی متعدد شاخوں (مثلاً جہانگیری، ارغوشال، ملکال، ازنالی) میں موجود ہے، جبکہ افغانستان کے صوبہ ننگرہار کے سادات پایینی اور بعض نمایاں یوسفزئی خاندانوں میں بھی اس کی موجودگی پائی گئی ہے۔ اس کے ٹرمینل SNPs میں Q-BZ528 اور Q-BZ3117 شامل ہیں۔ خانخیل (متروای سواتی) میں بھی اس کلیڈ کی ممکنہ موجودگی کی نشاندہی ہوئی ہے، تاہم مکمل تصدیق کے لیے بگ وائے (Big Y) جیسے تفصیلی جینیاتی ٹیسٹ درکار ہیں۔

(2)۔ پیرا کلیڈ Q-BZ4782
یہ کلیڈ بنیادی طور پر افغانستان کے داردی نورستانی گروہوں میں پایا جاتا ہے۔ مزید برآں، وہ نورستانی افراد جو بعد ازاں سالارزئی پشتون قبائل میں ضم ہوئے، ان میں بھی اس کلیڈ کی موجودگی پائی گئی ہے۔ اس کا معروف ٹرمینل SNP Q-BZ20 ہے۔

[129] National Geographic Genographic Project – South Asian haplogroup distributions
[130] International Society of Genetic Genealogy – Y-DNA Haplogroup Q Tree
[131] FamilyTreeDNA – Q haplogroup regional projects data

(3)۔ پیرا کلیڈ Q-FT3128203
یہ ذیلی شاخ افغانستان کے پنجشیری تاجک گروہوں، خاص طور پر مشہور سیاسی و عسکری شخصیت احمد شاہ مسعود کی خاندانی شاخ، نیز پروان، کاپیسا اور لغمان کے بعض لوگوں میں شناخت کی گئی ہے۔

(4)۔ پیرا کلیڈ Q-BY1859234
یہ پیرا کلیڈ آزاد جموں و کشمیر اور پنجاب کے بعض پہاڑی خطوں میں آباد ڈوگرہ راجپوت گروہوں میں بھی پایا جاتا ہے، جس سے اس کی علاقائی وسعت ظاہرہوتی ہے۔ کشمیر میں اس پیراکلیڈ کی موجودگی کی ایک وجہ شاہ میر کے دور حکومت میں جو گبری سواتی کشمیر گئے تھے وہ بھی ہیں۔

(5)۔ پیرا کلیڈ Q-BY1863905
یہ ایک قدیم جینیاتی شاخ ہے جس کے آثار وادئ سوات کی قدیم قبروں سے حاصل شدہ ڈی این اے نمونوں میں ملے ہیں۔ لیکن تاحال اس کلیڈ کا کوئی مستند جدید (contemporary) نمونہ دستیاب نہیں ہو سکا، جس سے اس کی تاریخی حیثیت مزید اہم ہو جاتی ہے۔

(6)۔ پیرا کلیڈ Q-Y2336176
یہ کلیڈ چین کے پامیری (سرکولی) گروہوں، نیز گلگت–بلتستان اور چترال کے شمالی پہاڑی سلسلوں میں آباد آبادیوں میں پایا جاتا ہے، جو اس کی بلند پہاڑی جغرافیوں سے وابستگی کو ظاہر کرتا ہے۔ ممکنہ طور پر یہ پیراکلیڈ ان گبارہ (گبری) لوگوں کا بھی ہو سکتا جو17عیسوی کے بعد پہلے آلائی اور بعد میں انڈس کوہستان سے نقل مکانی کے بعد گلگت بلتستان میں آباد ہوئے۔

(7) پیرا کلیڈ Q-FTA66872 (نیا دریافت شدہ)
یہ نسبتاً نئی شناخت شدہ شاخ ہے، جو روہیلا یوسفزئی یا باڑیچ پشتونوں اور ترکی کے ایک نمونے میں رپورٹ ہوا ہے، جس سے اس کلیڈ کی وسیع جغرافیائی پھیلاؤ کی نشاندہی ہوتی ہے۔

وسطی و شمالی ایشیا میں Q2b کی وسعت
علاوہ ازیں، Q2b ہیپلوگروپ افغانستان، ترکمانستان اور تاجکستان کے بعض نسلی گروہوں میں بھی نمایاں شرح کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ خاص طور پر ہزارہ ترک گروہ، ترکمان آبادی کا ایک بڑا حصہ (تقریباً 70 فیصد)، اور خالص پامیری تاجک گروہ اس ہیپلوگروپ سے وابستہ ہیں۔ تاہم، یہ گروہ مذکورہ بالا سات پیرا کلیڈز سے قریبی جینیاتی تعلق رکھنے کے باوجود ایک الگ ذیلی شاخ (subclade) میں شمار ہوتے ہیں۔

ہیپلوگروپ Q2b کی متعدد ذیلی شاخوں کا افغانستان-پاکستان خطے میں پایا جانا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ نسب نہ صرف قدیم ہے بلکہ مختلف علاقائی اور نسلی گروہوں میں منتشر ہو کر بھی اپنی شناخت برقرار رکھتا ہے۔

سوات کے ایک جینیاتی مطالعہ کے مطابق سوات کے کوہستانی (توروالی، گاؤری)، یوسفزئی اور اتمانخیل پختونوں میں ہیپلوگروپ Q2bکی شرح زیرو پائی گئی ہے جبکہ تارکلانی پختون گروہ میں اس کی شرح 5فیصد پائی گئی ہے۔ گبری سواتی اور یوسفزئی لوگوں میں یہی ایک بڑا جینیاتی فرق پایا جاتا ہے۔

<table>
<tr><td colspan="2">مختلف علمی تحقیقی مقالوں (جیسے کہ Narasimhan et al. 2019 کی روشنی میں، اس خطے کے قدیم اشرافیہ اور گبری پس منظر رکھنے والے گروہوں میں ان ہیپلو گروپس کی تقسیم کچھ اس طرح ہے:</td></tr>
<tr><td>ہیپلوگروپ</td><td>تفصیل</td></tr>
<tr><td>R1a (L657 / Z2124)</td><td>یہ سب سے غالب گروپ ہے۔ سوات کے قدیم حکمران خاندانوں اور موجودہ یوسفزئی و سواتی قبائل میں اس کی شرح سب سے زیادہ ہے۔</td></tr>
<tr><td>G2a</td><td>یہ گروپ خاص طور پر ان خاندانوں میں پایا جاتا ہے جن کا تعلق قدیم "تاجیک" یا "دہگان (Dehgan) "پس منظر سے ہے۔</td></tr>
<tr><td>L1a (M20)</td><td>یہ وادی سوات کے ان قدیم باشندوں کی نمائندگی کرتا ہے جو آریائی ہجرت سے پہلے بھی</td></tr>
</table>

مختلف علمی تحقیقی مقالوں (جیسے کہ *Narasimhan et al. 2019* کی روشنی میں، اس خطے کے قدیم اشرافیہ اور گبری پس منظر رکھنے والے گروہوں میں ان ہیپلو گروپس کی تقسیم کچھ اس طرح ہے:	
ہیپلوگروپ	تفصیل
	وہاں موجود تھے۔
Q-M242	یہ وسطی ایشیائی چراگاہوں سے آنے والے مخصوص جنگجو گروہوں کی نشاندہی کرتی ہے۔
دیگرR1b	متفرق گروپ جو تجارتی یا سیاسی ہجرت کے نتیجے میں شامل ہوئے۔
دیگر J2	متفرق گروپ جو تجارتی یا سیاسی ہجرت کے نتیجے میں شامل ہوئے۔

گبری سواتی لوگوں کے پدری ہیپلوگروپس کا جدول		
ہیپلوگروپ	**تناسب**	**جینیاتی مفہوم**
R1a	25% سے 35%	مرکزی پدری lineage (Steppe/Indo-Iranian)
Q2b	20% سے 25%	مخصوص گبری lineage
J2	10% سے 15%	ایرانی-تہذیبی اثر
L1a (M20)	10% سے 15%	مقامی وادئ سندھ کا عُنصر
G2a	5% سے 10%	قفقازی/ایرانی نیولتھک اثر
H1 (M69)	3% سے 8%	قدیم جنوبی ایشیائی
R1b	2% سے 6%	مغربی یوریشیائی اثر

مجموعی جینیاتی ساخت (صرف گبری کے مطابق)		
جینیاتی عُنصر	**متعلقہ ہیپلوگروپس**	**مجموعی فیصد**
اسٹیپ / ہند-ایرانی	R1a, Q2b	35%سے50%
ایرانی / سنگی دور	J2, G2a	25%سے40%
مقامی جنوبی ایشیائی	L1a, H1	20%سے30%
جزوی مغربی یوریشیائی	R1b	2%سے6%

قدیم بمقابلہ جدید: ماہرینِ آثارِ قدیمہ نے سوات اور دیر کے علاقے **اوڈیگرام** اور **بریکوٹ** کی قدیم قبروں سے جو DNA حاصل کیے تھے، ان میں **R1a** اور **L1a** کی شرح بہت واضح تھی، جو ثابت کرتی ہے کہ یہ گروہ قدیم دور سے وہاں کے بااثر طبقات تھے۔

****

حوالہ جاتی کُتب

1. Abbas, H. (2014). *The Taliban Revival*. Yale University Press.
2. [5] Ahmed, A. S. (1980). *Pukhtun Economy and Society: Traditional Structure and Economic Development in a Tribal Society*. Routledge.
3. Narasimhan, V. M., Patterson, N., Moorjani, P., et al. (2019). The formation of human populations in South and Central Asia. *Science*,
4. Ahmed, A. S. (1976). *Millennium and Charisma among Pathans*. London: Routledge.
5. Babur, Z. M. (1526). *Baburnama (Memoirs of Babur)*. Translated by A. S. Beveridge (1921). London.
6. Barth, F. (1959). *Political Leadership among Swat Pathans*. London: Athlone Press.
7. Bellew, 1891, *An Inquiry Into the Ethnography of Afghanistan*. P-108. The Oriental University Institute, Woking
8. Bosworth, C. E. (1977). *The Later Ghaznavids: Splendour and Decay*. Columbia University Press.
9. Caroe, O. (1958). The Pathans: 550 B.C. - A.D. 1957. London: Macmillan & Co.
10. Elphinstone, M. (1815) 'An Account of the Kingdom of Caubul', London

11. FamilyTreeDNA – Q haplogroup regional projects data
12. Frye, R. N. (1975). *The Cambridge History of Iran, Volume 4: From the Arab Invasion to the Saljuqs*. Cambridge University Press.
13. G. W. Leitner, 1889. Dardistan in 1866,1886 and 1893. Appendex IV, P-10. England.
14. Gibb, H. A. R , (1923). *The Arab Conquests in Central Asia*. The Royal Asiatic Society.
15. Hasan, M. (1959). *Kashmir Under the Sultans*. Calcutta: Iran Society.
16. Hasan, Mohibbul (2005). *Kashmir Under the Sultans*. Delhi: Aakar Books.
17. Firishta, Muhammad Qasim (2012). *Tarikh-e-Firishta*. Lahore: Sang-e-Meel Publications
18. Bamzai, P.N.K. (1994). *Culture and Political History of Kashmir*. New Delhi: M.D. Publications.
19. Inaba, M. (2010). *From Kesar the Kābulšāh and Central Asia*. In *Coins, Art and Chronology II*. Austrian Academy of Sciences Press.
20. International Crisis Group (2009). *Pakistan: Countering Militancy in Swat*. Asia Report No. 178.
21. International Society of Genetic Genealogy – Y-DNA Haplogroup Q Tree
22. Islamabad Post (2020) 'An Overview Of The Pakistani Tajik Community'
23. J. Biddulph, 1880. Tribes of the Hindukush. Reprented 1977. Ahmad Brothers Printers, Karachi
24. Kennedy, H. (2007). *The Great Arab Conquests: How the Spread of Islam Changed the World We Live In*. Da Capo Press.
25. Khan, A. (2005). *The Lost History of Swat*. Peshawar: University Press.
26. Lindholm, C. (1982). *Generosity and Jealousy: The Swat Pukhtun*. Columbia University Press.
27. Major –General J. W. McQueen, 1889, Black Mountain Tribes. Shimla
28. National Geographic Genographic Project – South Asian haplogroup distributions
29. Pakistan Defence (2016) 'The first Muslim dynasty of Kashmir was established by Swatis of Tajik-Afghan roots'
30. Population Genetics – Iran and Central Asia gene flow studies
31. Raverty, H. G. (1892). *Notes on Afghanistan and Part of Baluchistan*. London: Eyre & Spottiswoode.
32. Ray, Sunil Chandra (1957). *Early History and Culture of Kashmir*. Calcutta: Firma K.L. Mukhopadhyay.
33. Ibbetson, D. (1916). *Punjab Castes (Being a Reprint of the Chapter on "The Races, Castes and Tribes of the People" in the Report on the Census of the Punjab, 1892)*. Lahore: Government Printing Press
34. Rahnama, H. (Ed.). (2015). *Warrior of the World: The Life and Feats of Rostam*. Tehran: Hermes Publishers.
35. Rose, H. A. (1919). *A Glossary of the Tribes and Castes of the Punjab and North-West Frontier Province (Vol. III)*. Lahore: Government Printing Press.
36. Spain, J. W. (1962). *The Pathan Borderland*. The Hague: Mouton.
37. The Friday Times (2017) 'The lost Tajiks of Pakistan'
38. The Origins of the Indo-Europeans – Bronze Age migrations
39. Wagha, R. (2023). *War, violence and women's agency in Pakistan: The case of Swat*. Routledge.

40. اخوند درویزہ، سوات کی تاریخ (تاریخ سوات)،
41. الحاج جہان زیب خان سواتی گبری، 2017ء۔ گبری تاجک سواتی اور اقوام ہزارہ، مکتبہ جمال۔ لاہور۔
42. الحاج جہان زیب خان سواتی گبری، 2020ء۔ قدیم تہذیبیں اور اقوام ہزارہ۔ مکتبہ جمال، لاہور۔
43. الحاج جہانزیب خان سواتی گبری، 2018، قوم سواتی کی خیلیں، مکتبہ جمال، لاہور
44. پروفیسر جمیل یوسفزئی، 2021ء۔ مملکت یوسفزئی کے قبائل۔ مکتبہ جمال، لاہور۔
45. پروفیسر جمیل یوسفزئی، 2021ء۔ یوسف زئی تہذیب (سولویں صدی میں)، مکتبہ جمال، لاہور۔
46. پروفیسر محمد اختر، 2002ء۔ تاجک سواتی و مملکت گبر، ایس ایم پرنٹرز، کراچی۔
47. خان روشن خان، 1981افغانوں کی نسلی تاریخ۔ روشن خان اینڈ کمپنی، کراچی۔
48. خان روشن خان، 1983ملکہ سوات، روشن خان اینڈ کمپنی، کراچی۔
49. خان روشن خان، 1986۔ یوسفزئی قوم کی سرگزشت، روشن خان اینڈ کمپنی، کراچی۔
50. ڈاکٹر اکبر ایس احمد (مترجم بشیر محمود اختر)، 2012ء۔ مانسہرہ: تاریخ، لوگ اور ثقافت۔ مکتبہ جمال، لاہور۔
51. ڈاکٹر انعام الرحیم، ایلن ویارو (ترجمہ فضل محمود) 2005ء۔ سوات سماجی جغغرافیہ اور قبائلیت۔ حجرہ سوات۔
52. ڈاکٹر سلطان روم (ترجمہ: احمد فواد) 2013۔ ریاست سوات، شعیب سنز، سوات۔
53. ڈاکٹر شیر بہادر خان پنی، 1969، 1980، تاریخ ہزارہ۔ دارالشفاء، ایبٹ آباد۔

54. ڈاکٹر عبدالرحیم، سوات کی قبائلی جنگیں۔
55. ڈاکٹر لطیف اللہ، مغلیہ سلطنت اور سرحدی قبائل۔
56. رازول کوہستانی، 1998ء۔ انڈس کوہستان: شین، یشکن و کمین قبائل اور ان کا نظام معاشرت۔ شینا ریسرچ فورم۔
57. سید عبدالجبار شاہ ستھانوی، 2011۔ کاتب العبرۃ۔ پورب اکادمی، اسلام آباد
58. عقیل احمد، جدید پختون قبائل
59. فضل محمود خان سواتی، 2020، سواتی پختون، ڈیجیٹل ایڈیشن، خواجگان، مانسہرہ
60. فضل محمود خان، 2000ء، سواتی (پختون)، متکبہ جمال، لاہور۔
61. محمد شریف، تاریخ سوات
62. مولانا سیّد رفیع اللہ شاہ، معرکہ کونش۔ ادارہ الصدیق، کراچی۔
63. یوسف خان انقلابی، سواتی: ایک عظیم پختون قبیلہ۔